﴿قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ﴾ (الزّخرف)

''انہوں نے کہا جو دین دے کر تم بھیجے گئے ہو ہم اس کا انکار کرنے والے ہیں۔''

اس طرح قرآن ہمارے سامنے اس حیثیت سے آتا ہے کہ وہ کسی انسان کی تصنیف نہیں بلکہ خدا کی کتاب ہے۔ کوئی بھی فردِ بشر بلکہ ساری دنیا کے انسان مل کر بھی اس جیسی کتاب نہیں پیش کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ہی تمام انسانوں کو پیدا کیا' وہی ان کا خالق اور پروردگار ہے۔ اس نے ان سب کی ہدایت کے لیے یہ کتاب نازل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو پیغمبر آئے اور جو کتابیں نازل ہوئیں ان میں سے کسی کی تعلیم اب اپنی صحیح شکل میں باقی نہیں ہے۔ صرف قرآن مجید ہی وہ واحد کتاب ہے جو پوری طرح محفوظ ہے۔ اسی پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ وہ عقیدے کے معاملے میں جبر کا قائل نہیں ہے۔ وہ اپنی بات دلائل کے ساتھ پیش کرتا ہے' کسی کو اس کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔ یہ ہے قرآن کا موقف۔ اس سے اختلاف کا تو آدمی کو حق ہے لیکن اس کی معقولیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ○○

سکول و کالج کے طلبہ و طالبات کے لیے دینی تعلیمات سیکھنے کا سنہری موقع

جید عرب و مقامی علماء کی کتب پر مشتمل **ادارہ فہم دین** کے مرتب کردہ نئے کورسز

1: اسلام کا فلسفہ حلال و حرام

❁ حلال و حرام مسلمان کی انفرادی و اجتماعی زندگی میں ❁ شکار' شراب' پیشے' شادی' فیملی پلاننگ' بیمہ پالیسی

2: شاہراہ حیات پر کامیابی کا سفر

❁ وقت کی اہمیت' جائزہ اور تساہل کا تجزیہ و علاج ❁ مؤثر شخصیت اور فنِ گفتگو

3: حقیقتِ ایمان

❁ کائنات کی اصل حقیقت کیا ہے؟ ❁ موت ہماری زندگی کا نقطہ اختتام ہے یا؟

☆ مختصر سوالات ☆ ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ☆ آسان اسلوب

نوٹ: ہر کورس کی فیس 200 روپے ہے

پراسپکٹس اور دیگر تفصیلات: **فہم دین خط و کتابت کورسز**

جامع مسجد رحمۃ للعالمین نذیر پارک' غازی روڈ' ڈاک خانہ اسماعیل نگر' لاہور۔ 54760 موبائل: 0322-4679984

© rasailojaraid.com

زبان کی اہمیت

مدرس : پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ رَفَعَہٗ قَالَ : ((اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَاءَ کُلَّھَا تُکَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُوْلُ : اِتَّقِ اللّٰہَ فِیْنَا فَاِنَّا نَحْنُ بِکَ فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا)) (رواہ الترمذی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ وہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب آدمی صبح کرتا ہے تو اس کے سارے اعضاء عاجزی اور لجاجت کے ساتھ زبان سے کہتے ہیں کہ (خدا کی بندی ہم پر رحم کر اور) ہمارے بارے میں خدا سے ڈر‘ کیونکہ ہم تو تیرے ہی ساتھ بندھے ہوئے ہیں‘ تو ٹھیک رہی تو ہم ٹھیک رہیں گے‘ اور اگر تو نے غلط روی اختیار کی‘ تو ہم بھی غلط ہو جائیں گے (اور پھر ہمیں اس کا خمیازہ بھگتنا ہوگا)“۔

انسان کے سارے اعضاء کی اپنی اپنی جگہ اہمیت ہے‘ مگر کسی فرد کی شخصیت کا حقیقی تعارف اُس کی زبان سے ہی ہوتا ہے۔ جب تک کوئی بندہ خاموش رہتا ہے اور زبان نہیں کھولتا اُس وقت تک اُس کے خوب وزشت چھپے رہتے ہیں۔ فارسی کا ایک شعر ہے: ؎

تا مرد سخن نہ گفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد

”جب تک کوئی شخص زبان سے بات نہ کرے اس وقت تک اس کے عیب و ہنر پوشیدہ رہتے ہیں“۔

پس کسی آدمی کی شخصیت کے معیار کا تعین اس کی گفتگو سے ہی کیا جا سکتا ہے۔ پھر اگر زبان نے میٹھے بول بولے تو انسان کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوا‘ جس سے پورے جسم کے اعضاء نے آسودگی پائی۔ اس کے برعکس اگر زبان کا بے جا اور نامناسب استعمال ہوا تو انسان کی پوری شخصیت بدنام ہوئی۔ اور اگر زبان سے ادا کیے گئے الفاظ زیادہ ہی تلخ ہوئے اور سزا

© rasailojaraid.com

کے مستوجب ٹھہرے تو جسم کے سارے اعضاء تکلیف میں پڑ جائیں گے۔ اسی لیے اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ دن نکلتا ہے تو تمام اعضاء عاجزی اور لجاجت کے ساتھ زبان سے کہتے ہیں کہ اللہ سے ڈر کیونکہ ہم تیرے ہی ساتھ بندھے ہوئے ہیں' اگر تو ٹھیک رہی تو ہم بھی ٹھیک رہیں گے اور اگر تو نے کجی اختیار کی تو ہم بھی کج ہو جائیں گے۔

اس حدیث کے ذریعے رسول اللہ ﷺ نے زبان کے صحیح استعمال کی تعلیم دی ہے۔ اس زبان سے جہاں ذکر و اذکار' درود شریف اور دوسری زبانی عبادات کر کے اللہ کی خوشنودی حاصل کی جا سکتی ہے وہاں اس کے غلط استعمال سے جھوٹ' غیبت' طعن و تشنیع' گالی گلوچ جیسے بڑے بڑے گناہ حاصل ہوتے ہیں۔ شیریں کلامی سے بڑے سے بڑے سخت دل کو نرم کر لیا جاتا ہے جبکہ بدکلامی سے گھر کا ماحول بھی تلخ کر دیتی ہے۔

© rasailojaraid.com

جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَمَتَ نَجَا)) ''جو چپ رہا وہ نجات پا گیا''۔

گویا آپ ﷺ نے زیادہ گفتگو کرنے سے منع فرمایا' کیونکہ زیادہ باتیں کرنے والے کی زبان سے بہت سی باتیں فضول اور غیر ضروری نکل جاتی ہیں اور اس کا رویہ محتاط نہیں رہ سکتا۔ اچھا انداز یہ ہے کہ زبان کو بس اچھی باتوں کے لیے ہی استعمال کیا جائے۔ دیکھئے رسول اللہ کو قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کے لیے ہدایات دینی تھیں اور آپؐ نے اُمت کو ہر چھوٹی بڑی ضروری بات بتا دی تھی' مگر اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں کہ:

فَكَانَ طَوِيْلَ الصَّمَتِ قَلِيْلَ الضِّحْكِ (مسند احمد)

''پس رسول اللہ ﷺ اکثر خاموش رہتے تھے اور بہت کم ہنسا کرتے تھے''۔

اور طبرانی میں ہے:

''آپ ﷺ صرف وہی بات کرتے تھے جس پر آپ کو ثواب کی امید ہوتی تھی''۔

مختلف مواقع پر آپ ﷺ نے زبان کے صحیح استعمال کی پر زور تاکید کی ہے۔ آپؐ نے ایک طویل حدیث میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پند و نصائح کی باتیں کرتے ہوئے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا:

© rasailojaraid.com

((کُفَّ عَلَیْکَ ...... وَھَلْ یَکُبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ اَوْ عَلٰی مَنَاخِرِھِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِھِمْ)) (ترمذی)

''اے معاذ! اس کو روک کر رکھ.....لوگوں کو ان کی زبانوں کی (بری) کمائیاں ہی ان کے چہروں کے بل یا نتھنوں کے بل آگ میں گرائیں گی''۔

اسی طرح جب حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میرے بارے میں آپ کس چیز کو سب سے زیادہ خطرناک سمجھتے ہیں' تو آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا کہ ''سب سے زیادہ خطرہ اس سے ہے''۔(جامع ترمذی)

اس کے علاوہ آپ ﷺ نے ایک اصولی بات ارشاد فرمائی:

((مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ)) (ابن ماجہ' ترمذی)

''کسی شخص کے اسلام کی خوبی میں یہ بات بھی ہے کہ جو چیز اس کے لیے ضروری اور مفید نہ ہو اُس کو چھوڑ دے''۔

ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مخاطب تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں تمہیں دو ایسی خصلتیں بتاتا ہوں جو پیٹھ پر بہت ہلکی ہیں (یعنی اُن کے اختیار کرنے میں کوئی زیادہ بوجھ نہیں اٹھانا پڑتا) اور اللہ کی میزان میں وہ بھاری ہیں۔اُن میں سے ایک زیادہ خاموش رہنے کی عادت ہے اور دوسری حسن اخلاق۔آپ ﷺ نے ربِّ ذوالجلال کی قسم کھائی اور فرمایا کہ مخلوقات کے اعمال میں یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے درجے کی اور کوئی چیز نہیں''۔(شعب الایمان بیہقی)

پس رسول اللہ ﷺ نے زبان کے استعمال میں انتہائی محتاط رویہ اختیار کرنے کی تلقین کی ہے تا کہ کوئی غیر ضروری' باعث ضرر اور گناہ کا کلمہ زبان سے نہ نکل جائے۔اس ضمن میں اللہ کے ذکر کو بڑی اہمیت حاصل ہے کہ جب زبان اکثر اللہ کے ذکر میں مشغول رہے گی تو فضولیات سے بچی رہے گی' اور اللہ کا ذکر تو نورٌ علیٰ نور ہے۔قرآن مجید میں ہے:

﴿وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ﴾ (العنکبوت:٤٥)

''اور لازماً اللہ کا ذکر تو بہت بڑی بات ہے''۔

قرآن مجید میں ہے:

﴿مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ﴾ (قٓ)

''کوئی شخص جو الفاظ بھی زبان سے بولتا ہے اسے محفوظ کرنے کے لیے ایک چاک و

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com